(بقیہ اشارات)

اخلاق کا جنازہ نکل رہا ہے ۔ یہ ایک ایسی اندوہناک صورتِ حال ہے جسے اس ملک کا ہر بہی خواہ بڑی تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے ۔ چنانچہ ان کے خلاف ہر طرف سے آواز بلند کی گئی اور حکومت سے پیہم مطالبہ کیا گیا کہ خدارا نوخیز نسلوں پر رحم کرتے ہوئے ان سرگرمیوں کو بند کرو۔ خصوصیت کے ساتھ مارشل لا کے زمانہ میں ان اخلاق سوز سرگرمیوں کے اندر جس قدر بے تحاشا اضافہ ہوا ہے اس پر تو ملک کے عوام چیخ اٹھے ہیں ۔

شاید اسی عام بے چینی کو دیکھتے ہوئے محکمہ تعلیمات مغربی پاکستان نے تعلیمی اداروں کے سربراہوں کو یہ ہدایات جاری کیں کہ تعلیم گاہوں میں ناچ گانے اور عشقیہ ڈراموں کے پروگرام نہ رکھے جائیں ۔ ان ہدایات کا ایک نہایت ہی قلیل طبقہ کو چھوڑ کر، جو ثقافت گزیدہ ہے ہر طرف سے خیر مقدم کیا گیا ۔

محکمہ تعلیم کے اس دانشمندانہ اقدام پر تہذیبِ مغرب کے "فرزندوں" کی برہمی کچھ غیر متوقع نہ تھی ۔ اس ملک کے اربابِ اختیار نے ان حلقوں کی جس انداز سے حوصلہ افزائی بلکہ پشت پناہی کی ہے ، اس سے ان کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں اور اب وہ کھل کر تہذیب اور ثقافت کے نام پر احکامِ الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ چنانچہ محکمہ تعلیم کے اس اعلان پر بھی ان لوگوں نے بڑے غیظ و غضب کا اظہار کیا ۔ ان حالات میں توقع یہ تھی کہ اربابِ اقتدار عوام کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ان اسلام دشمن عناصر کے نالہ و شیون کو بالکل درخورِ اعتناء نہ سمجھیں گے اور محکمہ تعلیم نے جو عاقلانہ فیصلہ کیا ہے اُسی پر قائم رہیں گے ۔ لیکن وزیرِ تعلیم صاحب کے حالیہ بیان کو دیکھ ہماری توقعات خاک میں مل گئی ہیں اور ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اس ملک کا حکمران طبقہ اسلامی احساسات ہی سے نہیں بلکہ عقل و دانش سے بھی بالکل عاری ہو چکا ہے ۔ حکمرانوں کا جو گروہ عوامی احساسات سے اس قدر بیگانہ ہو کہ اسے یہ بھی معلوم نہ ہو سکے کہ ہمارے کسی بیان کا عوام میں کیا ردِ عمل ہو گا اور اُس سے

اُس کی اپنی پوزیشن پر کیا اثر پڑیگا، اُس سے یہ توقع کرنا کہ وہ قوم کی صلاحیتوں کو کسی تعمیری کام پر لگانے میں کامیاب ہوگا، محض ابلہ فریبی ہے۔ پھر اُن کے اس بیان سے اُن خوفناک عزائم کی بھی نشاندہی ہوتی ہے جو یہ حضرات اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک "اسلام" صرف ایک نعرہ ہے جس سے اس ملک کے عوام کو بیوقوف بنایا جا سکتا ہے۔ اس بنا پر انہیں اس دین سے صرف اتنی ہی دلچسپی ہے کہ وہ کبھی کبھار اس کا ذکر کر کے عوام کو بزعم خود دھوکہ دے لیتے ہیں ورنہ اُن کی عقیدت کا اصلی مرکز و محور "تہذیبِ مغرب" ہے۔ اسی کی محبت میں وہ زندہ ہیں اور اسی کی برتری قائم کرنے کے لیے وہ ہر قسم کے جوڑ توڑ کرنے میں مصروف ہیں۔

ہم ذیل میں بیگم صاحبہ کے بیان کا متن درج کرتے ہیں جو انہوں نے پاکستان ٹائمز کے نمائندہ کو دیا ہے۔ اُس سے آپ اِن لوگوں کے رجحانات کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔

"وہ کالجوں اور سکولوں میں موسیقی اور ڈرامے، اور اسی نوع کی دوسری سرگرمیوں پر پابندی عائد کر کے، طالب علموں کو "ملّا" بنانا نہیں چاہتی ہیں۔ یہ سرگرمیاں بھی تو تعلیم کا ہی جزو ہیں۔"

اسی سلسلہ میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ انہیں اس بات کا کوئی علم نہیں کہ موسیقی اور عشقیہ ڈراموں پر پابندی لگانے کے معاملے میں محکمہ تعلیمات کے ناظمین کو ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ صوبائی حکومت اس ضمن میں جو قدم اٹھانے کا ارادہ رکھتی تھی وہ صرف اسی قدر تھا کہ لڑکیاں اُن عشقیہ ڈراموں میں حصہ نہ لیں جنہیں مرد اور عورتیں دونوں دیکھنے کے لیے آتے ہیں کیونکہ اس پر بعض والدین معترض ہیں۔ باقی رہیں بجائے خود یہ سرگرمیاں تو طلبا اور طالبات سکولوں اور کالجوں میں ڈرامے سٹیج کرنے اور رقص و سرود کی محفلیں منعقد کرنے میں بکسر آزاد ہیں کیونکہ میرے نقطۂ نظر کے مطابق اس قسم کی سرگرمیوں سے طلبا کے اندر وسعتِ نظر پیدا ہوتی ہے اور ان کی شخصیتوں کی

نشوونما میں انہیں مدد ملتی ہے۔

انہوں نے اس امر پر تعجب کا اظہار کیا کہ محکمۂ تعلیم نے علاقائی ناظمین کو اس قسم کا کوئی مراسلہ جاری کیا ہے جس میں تعلیمی اداروں کے اندر ان ثقافتی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنے کی ہدایات درج ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے محکمہ اطلاعاتِ عامہ کو اس معاملے میں ایک وضاحتی اعلان جاری کرنے کا حکم دے دیا ہے تاکہ لوگوں کے اندر محکمۂ تعلیم کے حالیہ فیصلے کے بارے میں جو غلط فہمی پیدا ہو چکی ہے وہ دُور ہو، کیونکہ اُسے حکومت کے حقیقی منشا کا کسی طرح بھی ترجمان نہیں کہا جا سکتا۔"

وزیر مالی صاحب کے اس بیان پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے اسی قدر کم ہے۔ اسی سے ملک کی صورتِ حال کا صحیح طور پر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ خطۂ پاک اس وقت جس قسم کے خطرات میں گھرا ہوا ہے، ان میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اقتدار اور عوام کے درمیان جو بُعد اور بیگانگی ہے وہ ختم ہو اور حکومت عوامی تمناؤں اور قومی آرزوؤں کی نہ صرف منظر ہو بلکہ انہیں بروئے کار لانے میں پوری نیک نیتی، خلوص اور عزم سے جدوجہد کرے تاکہ لوگوں کے دلوں میں اقتدار کے بارے میں جو بدگمانیاں موجود ہیں وہ یکسر ختم ہو جائیں اور اس ملک کے عوام اور حکمران طبقے یک جان ہو کر خطرات کا مردانہ وار مقابلہ کر سکیں۔ لیکن اس ملک کے برسرِ اقتدار طبقے کی ابھی تک آنکھیں نہیں کھلیں اور وہ اسی ڈگر پر چل رہا ہے جس پر اس کے فرنگی پیشوا تقسیم ملک سے پہلے گامزن تھے۔

اگر ان لوگوں کو خدا اور اس کے رسول کے احکام کا کوئی پاس نہیں تو انہیں کم از کم اپنے مغربی آقاؤں کی روایات کا تو کچھ احترام کرنا چاہیے۔ کیا وہ بھی اپنی قوم کے جذبات کے ساتھ اسی طرح کھیلتے ہیں جس طرح یہ کھیل رہے ہیں۔ وہ تو حکومت کی مسند پر عوام کی تائید سے آتے ہیں، پھر انہی کے احساسات کی ترجمانی اور انہی کے مفادات کی حفاظت اور پاسبانی کرتے ہیں اور بالآخر جب قوم کی

اکثریت ان سے مسندِ اقتدار چھوڑ دینے کا اشارہ کرتی ہے تو وہ بلا چون وچرا اس سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ کیا کبھی ان مغربی ممالک میں بھی کسی حکمراں نے عوامی تمناؤں اور آرزوؤں کا خون کرنے کی اس طرح جسارت کی ہے جس طرح یہاں کی جاتی ہے۔ اگر بیگم صاحبہ کو مغربی اقدار حیات عزیز ہیں تو وہ اپنے گھر میں اپنی ذاتی حیثیت میں جو کچھ چاہیں کرتی رہیں لیکن انہیں وزیر کی حیثیت سے ملک کی حکومت کی پالیسی اپنے ذاتی رجحانات کے مطابق چلانے کا کوئی حق نہیں ہے، بلکہ ان کا فرض ہے کہ جس قوم کے ملک کا وہ انتظام کر رہی ہیں اس کی اکثریت کے منشا کے مطابق یہاں کام کریں۔ جن محنت کشوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے ہزاروں روپے ماہانہ تنخواہ اور الاؤنس کی شکل میں انہیں ملتے ہیں اُن کے نزدیک یہ سرگرمیاں فکر و نظر کی بالیدگی کی موجب نہیں بلکہ متاعِ ایمان کی بربادی کا ذریعہ ہیں آپ انہیں شخصیت کی تعمیر کے لیے مفید اور کارآمد خیال کرتی ہیں تو کیا کریں، مگر جن کی آپ نمائندہ ہیں ان کو اس بات کا یقین ہے کہ ان کے فروغ پانے سے اُن کی نوخیز نسلیں اسی دنیا میں تباہ ہو جائیں گی، اُن پر ذلت اور مسکنت طاری ہو جائے گی اور آخرت میں انہیں رسوائی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ سرگرمیاں ان کی نظر میں خدا اور اس کے رسول سے بغاوت کے مترادف ہیں۔ وہ جس نظامِ تعلیم کے لیے اپنے دل میں جذبۂ احترام رکھتے ہیں اور جسے وہ اپنی دنیوی فلاح اور اخروی کامیابی کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں اُس میں ان اخلاق سوز سرگرمیوں سے خود بچنے اور پوری نوعِ بشری کو بچانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اگر بارِ خاطر نہ ہو تو عرض کروں کہ آپ نے مسندِ اقتدار پر براجمان ہو کر ناظمینِ تعلیم کو یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ وہ اس قسم کی اخلاق سوز سرگرمیوں پہ کوئی پابندی عائد کرنے کی جرأت نہ کریں اور اگر انہوں نے اس قسم کا کوئی رجعت پسندانہ فیصلہ کر دیا ہے تو اسے جلد از جلد واپس لے لیں تاکہ "ان مشاغل" کی ترقی کی رفتار میں کوئی کمی نہ واقع ہونے پائے لیکن یہ ملت اپنے دل میں جن حکمرانوں کے لیے واقعی عقیدت رکھتی ہے اور جو اس کے حقیقی محسن اور مربی ہیں اور جن کے زندہ جاوید اور روشن کارنامے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں آج بھی اُس کے لیے مشعلِ راہ کا کام دیتے ہیں، انہوں نے ان مشاغل سے اس ملت کو ہمیشہ باز رکھنے

کی تلقین کی۔ اسی قسم کا ایک حکم نامہ خلیفۃ الرسول حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بچوں کے ناظمِ تعلیم کو جاری فرمایا تھا۔ نیز اس حکم نامہ کو بھی ملاحظہ فرمایئے:۔

لیکن اول ما یعتقدون من ادبك بغض الملاھی التی بدؤھا من الشیطٰن وعاقبتھا سخط الرحمٰن فانہ بلغنی عن الثقات من اھل العلم عن صوت المعازف واستماع الاغانی واللہج بھا ینبت النفاق فی القلب کما ینبت العشب علی الماء۔

سب سے پہلے تم میری اولاد کے دلوں میں باجوں گاجوں اور راگ راگنیوں کی نفرت پیدا کرنا۔ کیونکہ اُن کی ابتداء شیطان کی طرف سے ہے اور ان کی انتہا خدائے رحمان کی ناراضگی ہے۔ مجھے اپنے زمانہ کے نہایت ثقہ علماء سے یہ بات پہنچی ہے کہ اس سے دل میں نفاق اس طرح پرورش پاتا ہے جس طرح بارش سے گھاس اُگتی ہے۔

ترجمان القرآن کے پُرانے پرچے درکار ہیں

شاہ ولی اللہ اورنٹیل کالج منصورہ کی لائبریری کے لیے ترجمان القرآن کے پرانے پرچے از سنہ ۱۹۳۲ء تا سنہ ۱۹۴۷ء درکار ہیں۔ جن صاحب کے پاس یہ پرچے موجود ہوں وہ راقم الحروف سے مراسلت کریں۔

محمد سلیم

پرنسپل ولی اللہ اورنٹیل کالج

منصورہ براہ ٹنڈو آدم